برج پریمی کشمیری ایک نامور منٹو شناس

ڈاکٹر مول راج
گورنمنٹ ڈگری کالج بجالتہ، اودھمپور
رابطہ 9419950551

[ڈاکٹر برج پریمی کا کام منٹو کے حوالے سے اس قدر مستند ہے کہ ان کی وفات کے بعد اس قبیل کا کام کسی اور نے اس تواتر سے نہ کر کے دکھایا ہے۔ جگن ناتھ آزاد کی اقبالیات کی طرح ڈاکٹر برج پریمی کی منٹویات کی تحقیق تمام اردو دنیا میں اعتبار کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے برج پریمی کی منٹو پہ لکھی دو مستند کتابوں کو حوالہ بنا کر انتہائی سنجیدہ مضمون تحریر کیا ہے۔]

اُردو میں برج پریمی کا نام منٹو شناسی کے حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ان سے قبل اس عظیم افسانہ نگار کے ادبی کارناموں فنی نقطۂ نظر سے جو کام ہوا تھا، اُس میں زیادہ تر طے شدہ نظریے یا جذباتیت کو ہی پیش کیا گیا تھا۔ چناں چہ منٹو کے آرٹ کی تفہیم اور تعین قدر کے ضمن میں یہ کام غیر تشفی بخش تھا۔ منٹو کی شخصیت کو سمجھنا اور اُن کے افسانہ نگاری کی فنی قدر و قیمت کا صحیح تعین اگر چہ دشوار کام تھا تاہم برج پریمی نے بڑی عرق ریزی سے ان کی شخصیت اور فکر و فن کی صحیح قدر و قیمت کے تعین کا بیڑا اُٹھایا۔ انہوں نے طے شدہ جذبات کے بجائے تجزیاتی، معروضی، علمی اور غیر جذباتی نقطۂ نظر سے منٹویات کے سلسلے میں دو اہم تصانیف ''سعادت حسن منٹو : حیات اور کارنامے'' اور ''منٹو کتھا''، تخلیق کر کے منٹو اور اُن کے فکر و فن کا بڑی دلجمعی کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔

''سعادت حسن منٹو : حیات اور کارنامے'' منٹو شناسی کے حوالے سے برج پریمی کا پہلا معرکتہ الآراء تحقیقی و تنقیدی کارنامہ ہے۔ اصل میں یہ پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے لکھا گیا مقالہ ہے جس پر کشمیر یونیورسٹی نے برج پریمی کو ۱۹۷۶ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی۔ اس کے دس سال بعد ۱۹۸۶ء میں جب یہ مقالہ کتابی صورت میں شائع ہو کر منظر عام پر آیا تو اُردو دُنیا میں اس کتاب کو کافی سراہا گیا۔ اس کتاب کے آغاز میں صفیہ منٹو (بیگم منٹو) کا خط برج پریمی کے نام شائع کیا گیا ہے جس میں انہوں نے بڑی بلیغ باتوں کا اظہار کیا ہے اور برج پریمی کو اس کام کی تکمیل پر مبارک باد پیش کی ہے۔ اس خط کا اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے جو آپ کو ان (منٹو) پر حیات اور کارنامے کے لکھنے پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ملی ہے۔ میری طرف سے اور اپنی تینوں بہنوں کی طرف سے مبارک باد قبول کریں۔ اللہ آپ کو زندگی میں بڑی کامیابیاں دے۔ اس کا مجھے بڑا دکھ ہے۔ میرا خاوند ادب کے لئے اتنا کر گئے ہیں۔ جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں، سوائے ہمارے یہ کتنا ظلم ہے۔'' ۱

یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا باب حیات اور شخصیت کے ترکیبی عناصر، دوسرا اُردو کا مختصر افسانہ منٹو تک،

تیسرا منٹو کی افسانہ نگاری، چوتھا منٹو کی مضامین، انشائیے اور خاکے، پانچواں مکتوبات اور چھٹا دوسرے ادبی کارنامے (ترجمے، ڈرامے، ناول اور صحافت) ہے۔

کتاب کے پہلے باب کو برج پریمی نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں سعادت حسن منٹو کے سوانحی کوائف، شجرۂ نسب، تعلیم و تربیت، ذرائعِ معاش، پاکستان کو ہجرت، عشق، ادبی سرگرمیاں، شراب نوشی، جنون کے عارضے اور انتقال وغیرہ جیسے عنوانات کا جائزہ نہایت ہی تفصیلی انداز میں اس طرح پیش کیا ہے کہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ منٹو کی زندگی سے متعلق ان تمام معلومات کو برج پریمی نے خاصی تحقیق، دیدہ ریزی اور جانفشانی سے مرتب کیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے دیوان سنگھ مفتوں ،قرۃالعین حیدر، صفیہ منٹو، کرشن چندر، ابوسعید قریشی، اوپندر ناتھ اشک اور بیسوں دیگر مشاہرین سے خط و کتاب کر کے منٹو کی ورق ورق زندگی کا معروضی انداز سے احاطہ کر کے پیش کیا ہے۔

دوسرے حصے میں برج پریمی نے سعادت حسن منٹو کی شخصیت کے ترکیبی عناصر بڑے محققانہ انداز سے پیش کئے ہیں انہوں نے منٹو کی گھریلوں زندگی، مذہب، سیاسی مسلک، خوراک، لباس، نفاست پسندی، خصائل اور مقدموں پر اس قدر مدلل گفتگو کی ہے کہ اُن کی شخصیت کے تمام گوشے آئینہ کی طرح صاف ہو جاتے ہیں۔ سعادت حسن منٹو ایک عجیب و غریب شخصیت کے مالک تھے چناں چہ اُن کی شخصیت کا مطالعہ دل چسپی سے خالی نہیں۔ ڈاکٹر برج پریمی نے منٹو کے حالاتِ زندگی اور عادت و اطوار کا خاکہ اس حقیقت نگاری کے ساتھ کھینچا ہے کہ قاری اُن کی شخصیت کے تمام پہلوؤں سے بخوبی آشنا ہو جاتا ہے۔

''سعادت حسن منٹو : حیات اور کارنامے'' کا دوسرا باب ''اُردو کا مختصر افسانہ۔ منٹو تک'' افسانہ کے تاریخی اور فنی ارتقاء کا جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس باب میں پریمی نے افسانے کے ابتدائی دور کو ایک نئے ڈھنگ سے مرتب کیا ہے۔ انھوں نے ابتداء سے لے کر منٹو تک اُردو افسانے کے تمام حالات و رجحانات کا از سر نو جائزہ لیا ہے۔ علاوہ ازیں مصنف نے اس دور کے ان سیاسی وسماجی حالات پر بھی نظر ڈالی ہے جن سے افسانہ متاثر ہوا اس طرح سے افسانے کے تمام خدوخال اور پس منظر اُبھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ غرض یہ بتانے کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ منٹو کے ہاتھوں تک پہنچتے پہنچتے اُردو افسانے کی صورتِ حال کیا تھی۔

کتاب کا تیسرا باب منٹو کی افسانہ نگاری سے متعلق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ منٹو نے افسانے کو موضوع ہیئت، تکنیک اور زبان و بیان کے اعتبار سے درجۂ کمال تک پہنچا دیا تاہم ان کی شخصیت اور فن اپنے معاصرین اور متاخرین کے لئے حد درجہ متنازعہ فیہ رہا۔ عام طورر پر نقادانِ فن نے ان کو محض عریاں نگار اور فحش نگار قرار دے کر رد کر دیا لیکن برج پریمی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے طے شدہ نظریات سے قطع نظر احساس کی آنکھ سے فن پاروں کو پرکھ کر ہی تجزیاتی اور جمالیاتی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ برج پریمی کے مطابق منٹو نے ہندوستانی تہذیب کے پس منظر میں سماجی، ذہنی اور فکری زندگی کی عکاسی کرتے ہوئے سماج کے رِستے ہوئے ناسوروں پر نشتر رکھ دیئے ہیں اور یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ وہ مسخ شدہ کرداروں کے سب سے بڑے ترجمان ہیں۔

اس باب میں برج پریمی نے منٹو کی افسانہ نگاری کے تجزیئے اور تعین قدر کو آسان اور متوازن بنانے کے لئے ان کے ذہنی ارتقاء کے پس منظر میں ان کی افسانہ نگاری کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور ابتداء سے ۱۹۳۷ء تک، دوسرا ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ء تک، تیسرا ۱۹۴۷ء یعنی فسادات کا ادب اور چوتھا دور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۵ء تک کا ہے۔ مصنف نے ان چاروں ادوار کا جائزہ لیتے ہوئے منٹو کے فن اور ذہنی ارتقاء کی تمام منزلوں کو بڑی گہرائی اور گیرائی سے پیش کیا ہے۔ منٹو کے ادبی سفر کے پہلے دور کا جائزہ لیتے ہوئے برج پریمی فرماتے ہیں کہ اس دور کی تخلیقات میں منٹو کی افتادِ طبع کا عکس صاف دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہانیاں منٹو نے عام طور پر سیاسی واقعات سے متاثر ہو کر لکھی ہیں۔ ان میں انقلابی تصورات اور مزدوروں اور غریبوں کے استحصال کے بارے میں منٹو کا ردِعمل کھل کر سامنے آتا ہے۔ فنی لحاظ سے یہ افسانے خام اور پھسپھسے ہیں۔ موضوعاتی اعتبار سے اُن کے یہ افسانے دوسرے ادوار کے افسانوں سے بالکل الگ ہیں۔ اس دور کے افسانوں پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید لکھتے ہیں

> ''ان کے افسانوں کے مطالعے سے ایک وطن دوست نچلے طبقے سے ہمدردی رکھنے والے اشتراکی افسانہ نگار کے احساسات کا پتہ چلتا ہے اور کہیں پر بھی اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ یہی مصنف آگے چل کر ''جنسی مسائل'' کو اپنا بنیادی موضوع بنائے گا۔''۲؎

منٹو کی افسانہ نگاری کے دوسرے دور کے حوالے سے بات کرتے ہوئے برج پریمی لکھتے ہیں کہ منٹو کو ایک بڑا فنکار بنانے میں اس دور کا بڑا ہاتھ ہے۔ یہی وہ دور ہے جس میں منٹو کے جوہر کھل کر سامنے آتے ہیں۔ اس دور کے افسانے ادبی حلقوں میں کافی چرچہ میں رہے۔ پریمی کا خیال ہے کہ منٹو کے فن میں وہ بے باکانہ اظہار بھی اسی دور کی دین ہے جس کے سبب وہ نہ صرف معیوب اور فحش نگار کہلائے بلکہ کافی متنازعہ فیہ بھی رہے، لیکن مجموعی طور پر اسی دور میں اُن کا فن پروان چڑھا اور فن اور تکنیک کے اعتبار سے اُن کو صفِ اول کا افسانہ نگار تسلیم کیا جانے لگا۔ اس دور سے متعلق برج پریمی رقمطراز ہیں:

> ''یہ سارا زمانہ منٹو کے فنی ارتقاء کا زمانہ ہے اسی زمانے میں اُن کے قلم میں گہرائی اور گیرائی پیدا ہوئی۔ یہی وہ زمانہ ہے جب ان کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آئے۔ جو اردو افسانے کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔''۳؎

ڈاکٹر برج پریمی نے اس دور کے شاہکار افسانوں نیا قانون، شغل، ہتک، ڈرپوک، دس روپے، خوشیا، ترقی پسند، منتر، نعرہ، کالی شلوار، دھواں، بو اور بابو گوپی ناتھ وغیرہ کا تنقیدی جائزہ اپنے منفرد انداز میں پیش کیا ہے جس سے ان تخلیقات کی اہم اور ممتاز خصوصیات کا پتہ چلتا ہے۔

تیسرے اور چوتھے دور کا جائزہ بھی بڑی دلچسپی کا حامل ہے برج پریمی کے مطابق تقسیم اور تقسیم کے بعد منٹو کی افسانہ نگاری ایک نئے دور میں داخل ہوتی ہے۔ اس دور میں منٹو نے بہت کھل کر لکھا حتیٰ کہ بعض اوقات انہوں نے روز کے افسانے بھی لکھے۔ منٹو کے اس دور کو اکثر نقادوں نے ان کے ذہنی دیوالیہ پن کے دور سے تعبیر کیا ہے۔ تاہم برج پریمی اس رائے سے اتفاق نہیں رکھتے وہ اس دور کو منٹو کے فنی عروج وزوال کا دور قرار دیتے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اس دور میں منٹو نے اچھی کہانیاں بھی لکھیں اور خراب بھی یہاں تک کہ شراب کے نشے میں تیسرے درجے کی کہانیاں بھی لکھیں۔ لیکن مجموعی طور پر بقول پریمی ان کی

عظمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔تیسرے اور چوتھے دور کے شاہکار افسانوں میں ٹھنڈا گوشت، کھول دو، ٹوبہ ٹیک سنگھ، موذیل ،سرکنڈوں کے پیچھے، پڑھیے کلمہ، رام کھلاون، سوراج کے لئے، پھندنے، لتیکا رانی اور موتری وغیرہ کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے وہ منٹو کی فنی خصوصیات کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

> ''منٹو کا مشاہدہ اور ان کا تخیل ان افسانوں میں اپنی بلندیوں پر نظر آتا ہے۔ وہ بات میں سے بات پیدا کرنے کا فن جانتے ہیں۔ معمولی سے واقعے کو کمال فنکاری سے اس طرح پیش کرنا کہ وہ قارئین کے لئے لمحۂ فکریہ بن جائے منٹو کے قلم کا اعجاز ہے۔''۴؎

منٹو کے افسانوں کی طرح ان کے کردار بھی کافی چرچہ میں رہے۔ ان کے کرداروں کی انفرادیت کے سلسلے میں اکثر کہا گیا ہے کہ وہ انسانی جنگل میں سے جن کرداروں کو اُٹھالائے ہیں وہ سماج میں عام طور پر ناپسندیدہ سمجھے جاتے ہیں لیکن برج پریمی کی نظر میں یہ کردار منٹو کو بہت عزیز ہیں اور وہ ان کرداروں میں بالکل ڈوب جاتے ہیں اور انہیں کے ساتھ جیتے اور مرتے ہیں۔ برج پریمی کے مطابق منٹو اردو کا پہلا فنکار ہے۔ جس نے طوائفوں اور جسم فروش عورتوں کی زندگی کا مطالعہ کر کے اُن کے کرب کو محسوس کیا اور ایک حقیقت نگار کی آنکھ سے دیکھ کر ان کی زندگی کے تاریک پہلوؤں کو نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ منٹو کی اس حقیقت نگاری کو ممتاز شیریں نے جنسی حقیقت نگاری کا نام دیا ہے جو سماجی حقیقت نگاری کا ایک حصہ ہے۔ برج پریمی کے نظر میں منٹو ماہر نفسیات تھے اور انہیں انسانی نفسیات کا گہرا ادراک تھا انہوں نے سماج کے بدنام طبقے کے نفسیاتی پہلوؤں کا جس گہرائی سے مطالعہ کیا ہے اس پر ان کا فن حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

ڈاکٹر برج پریمی منٹو کے فن پر تجزیاتی استدلال سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ انسانی زندگی کے نباض تھے اور ان کے احساسات، جذبات اور داخلی زندگی کے دریچوں میں جھانک کر انکے بارے میں لکھتے تھے اور زندگی کی تلخ کامیوں کی واضح طور پر عکاسی کرتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا مقصد زندگی کی تمام برائیوں، غلاظتوں اور انسانی نفسیات کی تمام تہوں کو اپنی بھرپور حقیقی صورت میں پیش کرنا اور خاموشی سے پڑھنے والوں کے ردِعمل کا انتظار کرنا تھا۔ وہ مزید لکھتے ہیں:۔

> ''یہ کہنا صحیح ہے کہ منٹو کے فن میں کسی گہرے سیاسی اور سماجی شعور کا پتہ نہیں چلتا لیکن اس کے باوجود انہوں نے سیاسی، سماجی اور نفسیاتی مسائل کو بے نقاب کیا اور ایسا کرتے ہوئے انہوں نے انسان کو بھرپور فطری خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ پیش کیا۔ ان کے یہاں جس طرح فطری انسان جلوہ گر ہوتا ہے۔ اردو افسانے کی تاریخ میں ایسی بھرپور مثال شاید کہیں ملے''۵؎

بعض اوقات سعادت حسن منٹو پر یہ الزام بھی عائد ہوا کہ وہ اپنے گردو پیش کی زندگی سے چشم پوشی کرتے ہیں لیکن برج پریمی اس الزام کو سرے سے خارج کر دیتے ہیں۔ ان کے مطابق منٹو انسانی زندگی کی حقیقی تصویر کشی کرتے ہوئے سماج کے ایسے گہرے اور غلیظ زخم پر ہاتھ رکھتے ہیں جس کو کسی دوسرے نے چھونے کی ہمت نہیں کی اور ایسا کرنے میں وہ ذرا بھی جھجھک محسوس نہیں کرتے۔

کتاب ہذا کے باب چہارم میں برج پریمی نے منٹو کے مضامین، انشائیے اور خاکے سے متعلق تنقیدی نقطۂ نظر سے روشنی

ڈالی ہے۔ابتداء میں مضامین کے حوالے سے بات کرتے ہوئے انہوں نے منٹو کے مضامین کو تین خانوں میں تقسیم کیا ہے۔ادبی مضامین، سیاسی وسماجی مضامین اور فلمی مضامین۔ برج پریمی کے مطابق منٹو کے ادبی مضامین اشترا کی فلسفے سے متاثر ہیں سیاسی وسماجی مضامین کسی نہ کسی سیاسی یا سماجی مسئلے کو چھیڑتے ہیں اور فلمی مضامین میں فلم انڈسٹری کا اندر اور باہر کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ برج پریمی نے ان تمام مضامین کا جائزہ اس خوبی سے لیا ہے کہ ان کی خوبیاں اور خامیاں دونوں ظاہر ہوگئی ہیں۔ یہ باب بھی برج پریمی کے تنقیدی شعوری کا غماز ہے۔مضامین کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''افسانوں کی طرح منٹو کے مضامین میں بھی موضوعات کی رنگارنگی ملتی ہے۔بعض مضامین بڑے جاندار ہیں جن میں مزاحیہ اسلوب سے طنز کا زبردست پہلو پیدا کیا گیا ہے۔لیکن ایسے مضامین جو انہوں نے رواروی میں لکھے ہیں۔ان میں پھسپھسا پن پایا جاتا ہے۔'' ۶؎

پانچواں باب منٹو کے مکتوبات کا احاطہ کرتا ہے۔منٹو کے خطوط ان کی زندگی کے حقیقی آئینہ دار ہیں۔ برج پریمی کا ماننا ہے کہ منٹو نے اپنے خطوط میں اپنے سینے کو چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ان خطوط کی اہم خصوصیت تنقیدی تجزیے ہیں جن کے مطالعے سے منٹو کے تنقیدی شعور پر بھر پور روشنی پڑتی ہے۔اس باب میں برج پریمی نے منٹو کی مکتوب نگاری کی تمام خوبیوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔اپنی بات کو واضح کرنے کے لئے انہوں نے خطوط سے بعض اقتباس بھی نقل کیے ہیں۔ برج پریمی منٹو کی مکتوب نگاری کے بنیادی وصف کی جانب اشارہ کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:۔

''منٹو کے خطوط کا سب سے امتیازی پہلو ان کا طرزِ بیان ہے۔ان خطوط میں نہ شاعرانہ اسلوب ملتا ہے اور نہ فلسفیانہ رنگ نہ تشبیہوں کا سہارا لیا گیا ہے اور نہ استعاروں کا، یہ خطوط روزمرہ کی زبان میں ملتے ہیں اور ان میں وہی بے تکلفی اور سادگی پائی جاتی ہے جو دو قریبی دوستوں کی گفتگو میں ملتی ہے۔'' ۷؎

چھٹا باب منٹو کی صحافت، ترجمے، ڈرامے، خاکے اور ناول نگاری کے ضمن میں خاص دلچسپی کا حامل ہے۔اس باب میں مصنف نے سعادت حسن منٹو کے فن ترجمہ نگاری، ڈرامہ نگاری، ناول نگاری، خاکہ نگاری اور صحافت پر بڑی باریکی سے تجزیہ کیا ہے۔ان کی فنی خوبیوں پر عالمانہ گفتگو کرتے ہوئے برج پریمی لکھتے ہیں کہ منٹو نے اپنے دوسرے کارناموں کی طرح ترجمہ نگاری، ڈرامہ نگاری، ناول نگاری، خاکہ نگاری اور صحافت میں جو مقام حاصل کیا ہے وہ دوسروں سے منفرد ہے۔اس باب کے آخر میں ''منٹو ایک نظر میں'' کے تحت منٹو کے تمام احوال، تصانیف، انعامات اور دیگر مشاغل کی فہرست مع تاریخ وسن مرتب کر کے منٹو کے حوالے سے ایک مکمل ڈاٹا فراہم کر دیا ہے۔بقول پروفیسر گیان چند جین آخری جز وسعادت حسن منٹو۔۔ایک نظر میں بیت الغزل ہے۔کوزے میں سمندر بھرنا اسی کو کہتے ہیں۔

زیر بحث کتاب میں ڈاکٹر برج پریمی نے بڑے ماہرانہ انداز میں منٹو کے فن پر روشنی ڈالی ہے۔ان کی تخلیقات کی جملہ خصوصیات کے تجزیے کے بعد انہوں نے منٹو کو یک بڑا آرٹسٹ قرار دیا ہے۔جس کے پاس ہمت اور جرأت کی بے مثال دولت ہے۔ انہوں نے منٹو کے افسانوں سے دریافت شدہ رویوں اور ترجیحات کی رنگ آمیزی نہیں کی بلکہ ایک وسیع کائناتی تناظر میں ان کے مخصوص

ذہنی، جبلی، بیک وقت ہم آہنگ اورخلل آشنا انسانی نوعیت اور شناخت کا منظر نامہ پیش کیا ہے۔ جس سے نہ صرف منٹو کے فن کی پرتیں کھلتی ہوئی نظر آتی ہیں بلکہ برج پریمی کے مطالعے مشاہدے اور ناقدانہ صلاحیتوں کا بھی پورا علم ہو جاتا ہے۔

القصہ برج پریمی نے مذکورہ کتاب میں ایک بے باک اور غیر جانبدارانہ نقطۂ نظر سے منٹو کے حالات زندگی، فن اور تخلیقی ارتقاء سے متعلق بہ غور مطالعہ کر کے جو رائے پیش کی ہے وہ حقیقی اور معروضی ہے۔ جس کے پس پردہ ایک منطق اور گہرا فکری نظام کارفرما دکھائی دیتا ہے۔ برج پریمی کو منٹو شناسوں میں اولیت حاصل ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے منٹو پر ایسا جامع کام کیا جو منٹو سرائی کے حوالے سے ایک بھرپور قاموس کی حیثیت رکھتا ہے۔ بقول وارث علوی یہ کتاب منٹو کی زندگی اور کارناموں پر پہلی تحقیقی اور جامع کتاب ہے۔ ان کے علاوہ اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کا اعتراف پروفیسر آل احمد سرور، مسعود حسن خان، گوپی چند نارنگ، گیان چند جین، خواجہ احمد فاروقی، علی سردار جعفری، محمد یوسف ٹینگ جیسے نمائندہ نقادوں اور محققوں نے کیا ہے۔ پروفیسر محمد حسن اس کتاب پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> ''برج پریمی نے ''سعادت حسن منٹو : حیات اور کارنامے'' کے عنوان سے تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو ابھی تک منٹو پر شائع ہونے والی سبھی مضامین اور کتابوں پر بھاری ہے۔ برج پریمی نے بڑے سلیقے سے منٹو کے افسانوں، ڈراموں، خاکوں اور خطوں کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور منٹو کے فکر و فن کو مناسب سیاق و سباق میں گہرائی اور جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔''۸؎

اسی سلسلے میں کتاب کے فلیپ پر رقم چند اور اقتباسات ملاحظہ فرمائیے :

منٹو پر ڈاکٹر برج پریمی کی کتاب ایک بڑے فنکار کو سمجھنے اور پرکھنے میں بہت مدد دیتی ہے (پروفیسر آل احمد سرور)

منٹو پر تمہارا مقالہ لاجواب ہے۔ تمہاری تحقیق کی داد دیتا ہوں۔ (اوپندر ناتھ اشک)

برج پریمی صاحب کا م منٹو پر بنیادی نوعیت کا ہے۔ (پروفیسر گوپی چند نارنگ)

برج پریمی کی یہ کتاب ابھی تک منٹو پر حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ (پروفیسر محمد حسن)

افسوس یہ ہے کہ دوسرے کشمیری دیوزاد اقبال پر کوئی اس پائے کی کتاب لکھ نہیں سکا (محمد یوسف ٹینگ)

منٹو کی زندگی اور کارناموں پر پہلی تحقیقی اور جامع کتاب ڈاکٹر برج پریمی نے لکھی ہے (وارث علوی)

جتنا وسیع اور وقیع کام برج پریمی نے منٹو پر کیا ہے اتنا کام پاکستان میں بھی کسی نے نہیں کیا ہے (حمیدہ معین رضوی)

''سعادت حسن منٹو، حیات اور کارنامے'' کی تسوید کے دوران برج پریمی کے زیر مطالعہ کچھ ایسے حقائق اور موضوعات بھی آئے جو منٹو کے ذہنی اور فنی ارتقاء کی تشکیل میں معاون تھے مذکورہ مقالہ میں طوالت کے ڈر سے شامل نہیں کئے جا سکے۔ چناں چہ ان تمام موضوعات پر ڈاکٹر برج پریمی نے مقالات کی شکل میں معنی خیز مواد جمع کر کے الگ سے کتاب شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن زندگی نے وفا نہیں کی اور کچھ ہی عرصے بعد وہ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اُن کی وفات کے چار سال بعد ۱۹۹۴ء میں اُن کے فرزندِ ارجمند ڈاکٹر پریمی رومانی نے ان مضامین کو ''منٹو کتھا'' کے عنوان سے شائع کر کے اُن کے ارادے کی تکمیل کر دی۔

''منٹو کتھا'' منٹو شناسی کے حوالے سے ڈاکٹر برج پریمی کا دوسرا اہم کارنامہ ہے۔ اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت دو درجن کے قریب مضامین شامل ہیں۔ ان تمام مضامین کے مطالعے سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر برج پریمی نے ان مضامین کی تخلیق اور مواد کی تحقیق و تلاش میں کڑی مشقت کی ہے۔ کتابِ ہٰذا میں مصنف نے نہ صرف وقیع و نادر معلومات یکجا کی ہیں بلکہ نئے شواہد کی روشنی میں بعض حقائق کی صحت اور درستی بھی فرمائی ہے۔ منٹو کتھا میں شامل مضامین میں 'منٹو کا خاندان'، 'منٹو کے مرشدِ باری' اور 'منٹو اور کشمیر' خاص طور پر تحقیقی نوعیت کے مضامین ہیں۔ ان میں برج پریمی نے بہت قیمتی اور وقیع معلومات جمع کر کے قاری کو منٹو سے متعلق بہت سے نئے حقائق سے روشناس کرایا ہے۔ 'منٹو کے خطوط ایک جائزہ' اور 'منٹو کے چند اہم خطوط' شاملِ کتاب مضامین میں برج پریمی نے منٹو کی خطوط نگاری کے بہت سے نئے پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اس کے علاوہ 'منٹو اور ہندوستانی فلم : ایک تفصیلی جائزہ' میں فلمی دُنیا سے منٹو کی وابستگی اور ان کے فلمی کیریر سے متعلق نادر گفتگو دستیاب ہے۔ آخر میں 'منٹو بحیثیتِ ترجمہ کار'، 'منٹو اور فرانسیسی ادب' اور 'منٹو اور روسی ادب' خالص تجزیاتی مضامین ہیں۔ ان میں مضمون نگار نے منٹو کے فنِ ترجمہ کو تفصیلی انداز سے مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ روسی اور فرانسیسی ادب کے ترجمے کے حوالے سے اُن کی ترجمہ کاری کی مختلف خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ منٹو نے روسی اور فرانسیسی ادب کی بہت سی تخلیقات کو اُردو زبان میں منتقل کر کے اردو ترجمہ نگاری میں جو اہم کام انجام دیا ہے۔ بقول برج پریمی وہ منٹو کے جودتِ ذہن، فکر رسا اور ایک جینوین ادیب ہونے کا سب سے بڑا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ 'منٹو بحیثیتِ ترجمہ کار' میں برج پریمی نے منٹو کی ترجمہ کاری کی خوبیوں اور خامیوں کا محاسبہ ان الفاظ میں کیا ہے :

> ''منٹو ایک پختہ کار اور پیشہ ور مترجم نہیں تھے۔ لیکن پھر بھی ان کی کوششوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ وہ روسی افسانوں کو اُردو میں منتقل کرنے والے اولین مترجمین میں سے تھے۔ انھوں نے روسی فرانسیسی اور دوسری مغربی زبانوں کے ادب کا خاصہ حصہ اردو میں ترجمہ کیا۔'' ۹؎

کتاب میں منٹو کی چند نایاب تحریروں، تصاویر اور اُن کے نام مشاہیر کے چند اہم خطوط بھی شامل ہیں جن سے جہاں کتاب کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے وہاں اس کی علمی وقعت بھی بڑھ جاتی ہے۔

ڈاکٹر برج پریمی ایک روشن ضمیر نقاد اور محقق تھے اُن کا اصل مقصد حقائق کی دریافت ہوتا تھا۔ اُنھوں نے منٹو کی زندگی اور تخلیقات کی متنوع جہتوں کی تفہیم اور بازیافت میں ترجیحی طور پر دلچسپی لے کر تفہیمِ منٹو کے نئے ابعاد اور رُخ ہمارے سامنے لائے ہیں۔ برج پریمی کا خاصہ یہ ہے کہ اُنھوں نے منٹو کو اثاثے کے طور پر قبول کیا اور ردو مدح کے بجائے ان کی شخصیت اور فکر و فن کی تعمیر و تشکیل کے تمام عناصر کی تلاش و جستجو کا اہم فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ اگر یوں کہا جائے کہ اُنھوں نے منٹو کی شخصیت اور فکر و فن کے بنیادی پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کو صحیح تناظر میں پیش کیا ہے تو شائد غلط نہ ہوگا۔

واقعی مذکورہ تصانیف کے مطالعے سے یہ حقیقت واضع ہو جاتی ہے کہ ''سعادت حسن منٹو : حیات اور کارنامے'' اور ''منٹو کتھا''، برج پریمی کے ایسے وقیع اور معتبر تحقیقی کارنامے ہیں جو منٹو شناسی میں ایک کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔ لہذا یہ بات وثوق سے

کہی جاسکتی ہے کہ مذکورہ تصانیف منٹو سے متعلق ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہیں۔ جن کے مطالعے کے بعد قاری حقیقی معنوں میں منٹو شناس ہوجاتا ہے۔ برج پریمی کی یہ تصانیف منٹو شناسی کے حوالے سے حرفِ آخر نہ سہی بنیادی حیثیت ضرور رکھتی ہیں۔ میں اپنی بات کو پروفیسر گوپی چند نارنگ کے اس قول کے ساتھ ختم کرنا چاہوں گا ''برج پریمی صاحب کا کام منٹو پر بنیادی نوعیت کا ہے اور منٹو کا سنجیدہ مطالعہ کرنے والا کوئی بھی شخص مرحوم برج پریمی کے کام سے صرف نظر نہیں کرسکتا۔''

حواشی:

۱۔ برج پریمی، ''سعادت حسن منٹو: حیات اور کارنامے'' رچنا پبلی کیشنز، جموں، ص ۵

۲۔ برج پریمی، ''سعادت حسن منٹو: حیات اور کارنامے'' رچنا پبلی کیشنز، جموں، ص ۱۴۴

۳۔ برج پریمی، ''سعادت حسن منٹو: حیات اور کارنامے'' رچنا پبلی کیشنز، جموں، ص ۱۴۶

۴ برج پریمی، ''سعادت حسن منٹو: حیات اور کارنامے'' رچنا پبلی کیشنز، جموں، ص ۵۸

۵ برج پریمی، ''سعادت حسن منٹو: حیات اور کارنامے'' رچنا پبلی کیشنز، جموں، ص ۱۵۷

۶۔ برج پریمی، ''سعادت حسن منٹو: حیات اور کارنامے'' رچنا پبلی کیشنز، جموں، ص ۲۶۶

۷۔ برج پریمی، ''سعادت حسن منٹو: حیات اور کارنامے'' رچنا پبلی کیشنز، جموں، ص ۲۸۳

۸۔ عصری ادبی، دہلی/ جولائی۔ اکتوبر ۱۹۷۷ء ص ۲۵

۹۔ برج پریمی، ''منٹو کتھا'' دیپ پبلی کیشنز، جموں، ص ۲۰۷